سوال

(05)گیہوں، دھان، چنا وغیرہ کے عشر کی جگہ قیمت ادا کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

(1)گائے کی زکوۃ میں جتنی راسیں نکل سکیں ان کی اصلی اور مناسب قیمت دے جائے اوران راسوں کو اپنے گلہ ہی میں دینا اور غلہ کو اپنے پاس باقی رہنے دینا جائز ہوگا یا نہیں؟

(2)گیہوں دھان چنا جو وغیرہ میں بصورت نصاب عشر یا نصف عشر کا جس قدر غلہ ہو اس کی قیمت مناسب نرخ سے لگا کر دے دینا اور غلہ کو اپنے پاس ہی باقی رہنے دینا جائز ہوگا یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

(او2)زکوۃ میں واجب شدہ چیز کی قیمت نکالنے کا دستور عہد نبوت میں نہیں تھا۔ زمانہ نبوت کا دستور یہ تھا کہ اصحاب نصاب زکوۃ والے مال کی زکوۃ اس مال میں سے یا اس جنس سے ادا کرتے تھے بشرطیکہ وہ مقرر شرعی مقدار کے مطابق ہوا لا زکوۃ الابل الی اربع وعشرین فان الواجب فیہا الشاۃ لا الابل بنا بریں میرے نزدیک صاف اور سیدھا اور حق مسلک یہ ہے کہ بغیر عذر کے زکوۃ میں قیمت نہ ادا کی جائے پس صورت مسؤلہ میں گائے کی زکوۃ میں واجب شدہ راس اور عشر میں غلہ کی بجائے بغیر عذر کے جائز نہیں ہوگی۔

علامہ شوکانی فرماتے ہیں: الحق ان الزکاۃ واجبۃ من العین لایعدل عنہا الی القیمۃ الا العذر (نیل الاوطار 4/216)وقال صاحب حدائق الازہار: وتجب فی العین ثم الجنس ثم القیمۃ حال الصرف قال الشوکانی فی شرحہ السیل الجرار

ہذا صواب لما قدمنا من الادلۃ الدالۃ علی وجوب الزکاۃ فی العین فإذا تلفت العین فالعدول إلی الجنس ہو اقرب إلی العین من القیمۃ لان جنس الشيء یوافقہ فی غالب الأوصاف فإذا لم یوجد الجنس اجزأت القیمۃ لان لذلک غیۃ ما یمکن من التخلص عن واجب الزکاۃ وقال صاحب الحدائق فی بیان صدقۃ الفطر: انما تجری القیمۃ للعذر قال الشوکانی: ہذا صحیح لان ظاہر الاحادیث الواردۃ بتعین قدر الفطر من الاطعمۃ ان اخراج ذلک مما ساماہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم متعین واذا عرض مانع من اخراج العین کانت القیمۃ مجزئۃ لان ذلک ہو الذی یمکن من علیہ الفطرۃ ولایجب علیہ مالا ید خل تحت امکانہ انتہی

امام احمد امام مالک امام شافعی داود ظاہری وامام ابن حزم کا مذہب یہ ہے کہ زکوۃ فطرہ میں قیمت نکالنی جائز نہیں وقد احتج لہم موفق الدین ابن قدامۃ فی المغنی وشمس الدین ابن قدامۃ فی الشرح الکبیر(6/448).بثمانیۃ وجوہ فارجع الی ہذین الکتابین ان شئت الوقوف علیہا

اورامام ابوحنیفہ کے نزدیک زکوۃ کفارہ فطر عشر خراج نذر میں قیمت ادا کرنی جائز ہے ۔ امام بخاری کی تحقیق واجتہاد بھی مسئلہ زکوۃ میں حنفیہ کے موافق ہے ۔ چنانچہ اپنی صحیح میں اس مسئلہ پرباب الفرض فی الزکاۃ کے تحت چار دلیلیں ذکر کی ہیں :

قَالَ مُعَاذٌ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ لِأَہْلِ الیَمَنِ : «ائْتُونِي بِعَرْضٍ ثِیَابٍ خَمِیصٍ - أَوْ لَبِیسٍ - فِي الصَّدَقَةِ مَكَانَ الشَّعِیرِ وَالذُّرَةِ الخ وقد اُجیب عن ہذا الأثر بستۃ وجوہ ان شئت الاطلاع علیها فارجع إلی عمدۃ القاری أوفتح الباری لحافظ الدنیا للعسقلانی وارشاد الساري للقسطلانی والمحلی للامام ابن حزم الظاہری

(2)احتبس خالد أدراعه واعتده فی سبیل اللہ قال العینی : مطابقۃ للترجمۃ من حیث للترجمۃ من حیث أن أدراع خالد واعتدہ من االعرض ولولأنه وقفها لا عطی ممافی وجه الزکوۃ اولما صح منه صرفهما فی سبیل اللہ قد خلافی احد مصارف الزکاۃ الثمانیۃ المذکورۃ فی قوله عزوجل : اما الصدقات للفقراء الخ فلم یبق علیه شی انتہی

قلت : قوله علیه السلام ہذا یحتمل ثلثۃ معان کما لایخفی علی المتامل ولایظہر وجه المطابقۃ بین الحدیث والترجمۃ لاعلی احد معانیه الثلثۃ ومع احتماله للمعنین الاخرین کیف یصح الاستدلال

(3)قال النبی صلی اللہ علیه وسلم .... للنساء تصدقن ولو من حلیکن قلت : الحدیث لیس بواضح فی جوازأخذ االعرض اور القیمۃ فی الزکاۃ کما نبه علیه القسطلانی فی ارشاد الساری

(4)حدیث ابی بکر فی اعطاء سن من الاِبل بدل سن آخر وقد أجاب عنه الجمہور بأنه یدل علی ان الزکوۃ واجبه فی العین ولو کا نت القیمۃ ہی الواجبه لکان ذکر عینا لانہا تختلف باختلاف الازمنۃ والأمکنۃ فتقدیر الجبران بمقدار معلوم لایناسب تعلق الوجوب (نیل االاوطار4/211)وقد بسط الحافظ ہذا الجواب فی فتح الباری(3/313)فارجع الیه وأنما اأجملنا الکلام واکتفینا بالاشارات والایماء ات لأن المقام لایحتمل التطویل والاِطناب واا لتفصیل فعلیک أن تراجع الکتب المذکورۃ (محدث)

عشر کے احکام

مولانا عبدالروف

علامہ غزالی نے احیاء العلوم کے ایک باب میں علوم دینیہ کی ترویج واشاعت کے سلسلہ میں جو کچھ لکھا ہے ۔ اس سے بالوضاحت معلوم ہوتا ہے کہ ملت اسلامیہ کا اقبال دوروہ زریں دور تھا جب کہ دینی ادارے شرعی بیت المال اور شاہی خزانوں سے روزافزوں عروج وارتقاء کے مراحل طے کر رہے تھے مگر کون کہہ سکتا تھا کہ دورغلامی میں تاج وتخت سے محروم اور فکر معاش میں کھوجانے والی مسلم قوم مسجد ومکتب اور دینی ضروریات کے مالی قربانی کا حق ادا کرے گی لیکن یہ معلم حکمت جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے اسلامی نظام اور اس کے اہم اصول زکوۃ وعشر ہی کی معجزنمایاں ہیں کہ محکومی کے دور میں بھی مکتب کے بوریہ نشینوں نے تعلیمی ودینی نظام کو برقرار وقائم رکھا ہے ۔

آج جب عشر وزکوۃ کے مسائل پر قلم اٹھایا تو والدی المحترم جناب حاجی نعمت اللہ خان کی پیکر ایثار ہستی کی یاد تازہ ہوگئی جنھوں نے زکوۃ وعشر کے فروغ کے کر بستی وگونڈہ اورنیپال کی ترائی میں ایک اسلامی وتعلیمی فضا برپا کردیہ کہ مدرسہ سراج العلوم جھنڈا نگر کے قیام سے پشتر ہمارا علاقہ زکوۃ وعشر کے نام سے قطعا ناآشنا تھا ۔ رسمی طور پر کھلیانی اور برائے نام بھیک وصدقہ وغیرہ دے کر اہل مال زکوۃ وعشر سے خود کو سبکدوش سمجھتے تھیے اوریہی وہ زمانہ تھا کہ نیاز وفاتحہ کے چڑھاوے سے قبر ودرگاہ کے جوازمیں ہن برستا تھا لیکن مساجد ویران اور صداقت آمود مکاتب بے نام ونشان تھے ۔

میرے والد نے جماعت کے اکابر علماء سے عشر وزکوۃ کے مسائل پوچھ پوچھ کر زمین داروں اور کاشتکاروں کو آگاہ کردیا کہ زمین کی ہر پیداوار میں اللہ کے بندوں کا حق ہے اس طرح اس دور کے قوم وجماعت کے سردار حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب محدث مبارکپوری کی شارح ترمذی صاحب تحفۃ الاحوذی مرحوم کی سرپرستی میں مدرسہ کودے کر زکوۃ عشر کے نظام کوفروغ دینے کی مزید صورت پیدا کی ان کی اس طرح قربانیوں کا ثمرہ آج قوم وجماعت کو حاصل ہے کہ ہمارے علاقہ میں گاؤں گاؤں زکوۃ وعشر کا چرچا ہے دینی ادارے مالیاتی

سقائی سے سیراب ہیں اللہ تعالی توحید وسنت اور دینی خدمت کے اس شیدائی کو غریق رحمت کرے جو زکوۃ و عشر کی پابند کا نمونہ بن کر اور اسے ہر ڈھنگ سے فروغ دے کر علاقہ میں نظام عشر و زکوۃ کا بانی اول قرار پایا۔

آنے والے صفحات میں آپ بانی مدرسہ سراج العلوم جھنڈانگر (حاجی نعمت اللہ خان صاحب مرحوم) کے استفتاء کو ملاحظہ کریں گے جو انہوں نے غلہ اور زمینی پیدوار کے عشر کے سلسلہ میں اس دور کے علمائے کبار کی خدمت میں بھیجا تھا اس جواب لکھنے والے اور یہ دینی مسئلہ بتانے والے اس دور کے وہ ممتاز علما تھے جن کے علم فضل وکمال سے کم یش ہندپاک کاہ دیندار مسلمان واقف ہے شارح القاسم صاحب سیف بنارسی رحمہم اللہ جیسے اکابر واجلہ علماء ملت پر پوری طرح اعتماد و ثوق کیا جاسکتا ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔کتاب الزکاۃ

صفحہ نمبر 38

محدث فتویٰ